DOI: https://doi.org/10.52541/fn.v62i2.2428

# الفاظِ جرح وتعدیل کی قرآنی بنیادیں

فضل الرحمان محمود ❁

# The origine of Science of *Jarh o Ta'dil* (criticism and authentication of narrator) In the Quranic context

**Fazal ul Rahman Mahmood**❁

**Abstract:** The position of Hadīth is conceded in Islamic sciences. It is not only the interpretation of Holy Quran and the source of Islamic law, but also the way of life, foundation of ethics, history of nations and the depository of divine secrets. With it life of humankind arose and grew up. The companions of Prophet Muhammad [PBUH] and, later, their successors preserved this prophetic heritage and set the principles by which we can differentiate between sound hadith and week one. These principles are called "'Usūl al-Ḥadīth". 'Usūl al-Ḥadīth" is divided to five major branches, one of them is "Jarḥ w Ta'dīl". In the branch of "Jarḥ w Ta'dīl" Muḥaddithīn choose some sentences or specific words to designate the rank of the narrator. Sometimes they deduce these sentences and words from the "Holy Qur 'an". In this article the author has collected these kinds of sentences, which are deduced from the verses of Qur 'an.
**Keywords:** Hadīth sciences, Qur 'an, Jarḥ w Ta'dīl , deduce.

**Summary of the Article:**
The science of Jarh w Ta'dil (criticism and authentication of narrator) holds special importance in Islamic sciences. Without this knowledge, it is impossible to distinguish between the authenticity and weakness of hadiths. In this field, the gradation and evaluation of narrators are performed, and rules are established to determine the status of narrators. The acquisition of knowledge in the field of criticism and authentication is considered an obligation (fard kifayah).
The Quran and numerous hadiths bear witness to the importance of this science in preserving and protecting the religion. It is not a form of backbiting; rather, it serves as a means to safeguard the faith when needed for the greater good. The

---

❁ پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، شعبۂ حدیث، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد۔

❁ PhD Scholar, Department of Hadith, International Islamic University, Islamabad.

sciences of narrators (Rijal) and criticism and authentication (Jarh wa Ta'dil) are interconnected and have their roots in the same time frame, particularly in the later part of the first century of the Islamic calendar and the early part of the second century.

Scholars have a practice of discussing the chain of transmission (isnad) and the degree of narrators' reliability before passing judgments on the authenticity or weakness of a hadith. Through criticism and authentication, the status of narrators is determined, and discussions about their credibility take place. In this context, scholars use various words and expressions to define the rank of narrators. On several occasions, these words and expressions are borrowed from Quranic verses.

The article is divided into three parts:

1. The first part defines criticism (Jarh) and authentication (Ta'dil) and discusses the permissibility and impermissibility based on the Quran's guidance. It elaborates on how criticism is defined as a characteristic that undermines the credibility of a narrator's statements and actions, and how Ta'dil refers to the endorsement of a narrator as being trustworthy and reliable. Quranic verses are cited to illustrate the legal significance of criticism and authentication, such as the verse in Surah Al-Hujurat that advises believers to verify information before taking action.
2. The second part illustrates how the terms and phrases used in criticism and authentication are derived from the Quran. For instance, the term "Imam al-Muttaqin" (Leader of the Pious) used by Yahya ibn Ma'in to authenticate the narration of Imam Shu'bah is derived from a Quranic verse. The article highlights how these Quranic terms play a role in the science of Jarh wa Ta'dil.
3. The third part examines the use of the same terms or phrases in criticism and authentication regarding a single narrator. It discusses how repetition of words, like "Thiqa" (trustworthy), can emphasize the reliability of a narrator. This practice is in line with Quranic examples where certain verses are repeated for emphasis.

In summary, scholars in the field of hadith criticism and authentication make use of various Quranic words and expressions to assess the credibility of narrators and classify them. Sometimes they directly cite Quranic verses to support their evaluation, and in other cases, they use Quranic-derived terminology.

اسلامی علوم میں حدیثِ نبوی کا درجہ مسلم ہے۔ حدیثِ نبوی صرف قرآنِ مجید کی تشریح اور اسلامی احکام کا منبع ہی نہیں، بلکہ یہ زندگی گزارنے کا طریقہ، اسلوبِ حیات، مصدرِ اخلاق، اقوام کی تاریخ اور غیبیات کا مخزن ہے۔ اس سے زندگی نمو پاتی اور انسانیت کی نشوونما ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کے دہن مبارک سے نکلے اس عظیم ورثے کی حفاظت صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد محدثین کرام کو اپنی جان سے بھی زیادہ مرغوب تھی۔ محدثین نے اس کی حفاظت کے لیے طویل اسفار کیے اور کھرے کھوٹے کی پہچان کے لیے حدیث کے قواعد واصول وضع کیے، جس کی وجہ سے صحیح وضعیف روایات کو پہچاننا آسان ہوا۔ اصولِ حدیث یا مصطلح الحدیث کی پانچ شاخیں ہیں؛ علم اسناد، تاریخ رُوات، نقدِ رُوات، نقدِ متن اور علمِ جرح وتعدیل۔[1] ان میں سے علمِ جرح وتعدیل خاص مقام کا حامل ہے؛ کیوں کہ اس علم کے بغیر کسی حدیث کا درجہ پہچاننا ناممکن ہے۔ علمِ جرح وتعدیل میں محدثین مختلف الفاظ وکلمات کو استعمال میں لاکر راوی کا درجہ متعین کرتے ہیں۔ ان میں سے بیش تر کلمات انھوں نے قرآنِ کریم سے اخذ کیے ہیں۔ زیر نظر مقالے میں قرآن مجید کے ایسے ہی کلمات کو زیر بحث لایا گیا ہے، جنھیں استعمال کرکے محدثین نے رُوات کا درجہ متعین کیا ہے۔ مقالہ تین فصول پر مشتمل ہے:

فصل اول : جرح وتعدیل کا لغوی واصطلاحی معنی اور اس کی شرعی حیثیت

فصل دوم : کلماتِ جرح وتعدیل اور ان کی قرآنی بنیادیں

فصل سوم : الفاظِ جرح وتعدیل کا تکرار، معنی ومفہوم اور اس کی قرآنی بنیادیں

# فصل اول: جرح وتعدیل کا لغوی واصطلاحی معنی اور اس کی شرعی حیثیت

## جرح کا لغوی واصطلاحی معنی

الجَرح (فتح کے ساتھ) ہتھیار کے ذریعے جسم میں زخم لگانے کو کہتے ہیں[2] اور "الجُرح (ضمہ کے ساتھ) زخم کو کہتے ہیں۔[3] بعض علمائے لغت کا کہنا ہے: "الجُرح" (ضمہ کے ساتھ) لوہے وغیرہ کے ذریعے جسم

---

۱۔ دیکھیے: عبد الفتاح ابوغدۃ، **لمحات من تاريخ السنة وعلوم الحديث** (حلب: مكتب المطبوعات الإسلامية، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۸۴ء)، ۱۰۱۔

۲۔ دیکھیے: محمد بن مکرم بن علی ابن منظور، ابو الفضل جمال الدین ابن منظور الافریقی، **لسان العرب**، مادہ: "جرح" (بیروت: دار صادر، ۱۴۱۴ھ)، ۲: ۴۲۲۔

۳۔ ابو نصر اسماعیل بن حماد الجوہری الفارابی، **تاج اللغة وصحاح العربية**، ت: احمد عبد الغفور عطار، مادہ: "جرح"

میں اثر انداز ہونے کو کہتے ہیں اور الجَرح (فتحہ کے ساتھ) زبان کے ذریعے ذات وصفات میں اثر اندازی کو کہتے ہیں۔[۴] اور اصطلاح میں جرح کہتے ہیں کہ کسی راوی کی عدالت یا حافظے کے بارے میں ایسے کلمات کہنا، جس کی وجہ سے اس کی روایت ساقط ہو جائے یا اس کا ضعف لازم آے۔[۵] ابن الاثیر فرماتے ہیں: "جرح" ایک ایسی صفت ہے، جو کسی راوی یا گواہ کے بارے میں کہی جائے تو اس کے قول و عمل کا اعتبار ختم ہو جاتا ہے۔[۶]

## تعدیل کا لغوی و اصطلاحی معنی

لغت میں تعدیل کسی انسان کی مدح و ثنا بیان کرنے اور امور دنیا میں اس کے انصاف اور درستی کو کہتے ہیں۔[۷] "العدلُ مِن الناس" ایسے شخص کو کہا جاتا ہے، جس کا قول و فیصلہ پسندیدہ اور اس کی گواہی جائز و معتبر ہو۔ عدَّل الرجل: یعنی کسی شخص کی تعریف و توصیف کرنا۔[۸] اور اصطلاح میں "تعدیل" کہتے ہیں: کسی راوی کے بارے میں عادل اور ضابط ہونے کا حکم لگانا۔[۹]

---

(بیروت: دار العلم للملايين، ۱۴۰۷ھ / ۱۹۸۷ء)، ۱: ۳۵۸؛ وابن فارس، **مجمل اللغة:** ابو الحسین احمد بن فارس بن زکریاء القزوینی الرازی، ت: زہیر عبد المحسن سلطان، مادہ: "جرح" (بیروت: مؤسسة الرسالة، ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء)، ۱: ۱۸۶، مادہ: ۔

۴۔ ابو الفیض محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق الحسینی مرتضی الزّبیدي، **تاج العروس من جواهر القاموس**، ت: مجموعہ من المحققین، مادہ: "جرح" (دار الهداية)، ۶: ۳۳۷، زبیدی فرماتے ہیں: یہی دو معانی متداول ہیں۔ اگرچہ لغت میں حقیقتاً دونوں ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ (**تاج العروس**، ۶: ۳۳۷)۔

۵۔ عبد العزیز بن محمد بن ابراہیم العبد اللطیف، **ضوابط الجرح والتعديل** (مدینہ منورہ: مكتبة العبيكان، س ن)، ۱۶۔

۶۔ مجد الدین ابو السعادات المبارک بن محمد بن محمد ابن عبد الکریم الشیبانی الجزری ابن الاثیر، **جامع الأصول في أحاديث الرسول** (مكتبة الحلواني، مطبعة الملاح، مكتبة دار البيان)، ۱: ۱۲۶۔

۷۔ عبد الماجد الغوری، **الميسر في علم الجرح والتعديل** (دمشق / بيروت: دار ابن كثير، ۱۴۲۸ھ / ۲۰۰۷ء)، ۲۰۔

۸۔ ابن منظور الافریقی، **لسان العرب**، ۱۱: ۴۳۰؛ ابن الفارس، **معجم مقاييس اللغة**، ۱: ۴۸۶، مادہ: "عدل"۔

۹۔ نور الدین عتر، **أصول الجرح والتعديل وعلم الرجال** (دمشق: دار اليمامة، ۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۷ء)، ۸۔

## قران کریم سے جرح وتعدیل کی مشروعیت

حدیث کی روایت کرنے والوں سے متعلق جرح یا تعدیل کے کلمات کہنا ایک ضروری امر ہے اور محتاط یہی ہے کہ متن حدیث کی اسنادی حیثیت کو جانچنے کے لیے ان آرا وکلمات کو سامنے رکھتے ہوئے روایت کرنے والے کے درجے کو متعین کیا جائے اور اس کے بعد روایت کو قبول یا رد کیا جائے، کہ ان اقوال کی روشنی میں راوی کے مرتبے کا تعین ہو اس کے بعد حدیث کی قبولیت اور عدم قبولیت کا تعین ہو۔ یہ بات قرآن اور دیگر شرعی دلائل سے بھی ثابت ہے۔[۱۰]

ارشاد باری تعالی ہے:﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ﴾[۱۱] (اے ایمان والو! اگر کوئی گنہ گار تمھارے پاس کوئی خبر لے کر حاضر ہو تو اچھی طرح تصدیق کرو۔ (یہ نہ ہو) کہ تم کسی قوم کے لیے بے خبری میں ضرر کا سبب بن جاؤ، اور تمھیں پھر اپنے کیے پر پچھتانا پڑے۔)۔

ارشاد باری تعالی ہے:﴿وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ﴾[۱۲] (اپنے مردوں میں سے دو گواہ بنالیا کرو۔)

ارشاد باری تعالی ہے:﴿وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ﴾[۱۳] (اور دو عادل مردوں کو اپنے میں سے گواہی دینے کے لیے مقرر کرلو اور خدا کے واسطے صحیح طور سے گواہی دیجیے۔)

ارشاد باری تعالی ہے:﴿يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ﴾ (تمھاری قوم سے دو عادل مرد اس سے متعلق فیصلہ سنائیں۔)

ارشاد باری تعالی ہے:﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾[۱۴] (اور جو لوگ، مہاجرین اور انصار میں سے، ایمان لانے میں پہل حاصل کر گئے، اور جن

---

۱۰- سہیل حسن، **علم جرح وتعدیل** (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، ۲۰۱۴ء)، ۴۰-۴۱۔

۱۱- القرآن، ۴۹: ۶۔

۱۲- القرآن، ۲: ۲۸۲۔

۱۳- القرآن، ۶۵: ۲۔

۱۴- القرآن، ۹: ۱۰۰۔

لوگوں نے مخلص بن کر ان کی اتباع کی، خدا ان سے راضی اور وہ خدا سے راضی ہیں۔)

ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ پہلی آیت میں ہر نوع کی روایات و اخبار کو قبول کرنے میں جانچ پڑتال کا حکم صادر کیا گیا ہے اور ہر قسم کی خبروں میں آں حضور ﷺ سے منسوب خبریں بدرجہ اولی شامل ہیں۔ بقیہ آیات میں گواہوں کے بارے میں عدل اور قابل قبول ہونے کی شرط لگائی گئی۔ یہی صفات روایت کے سلسلے میں میں بھی لازم ہے۔[۱۵]

## فصل دوم: کلماتِ جرح وتعدیل اور ان کی قرآنی بنیادیں

اس فصل میں محدثین کے ہاں استعمال کیے جانے والے "کلماتِ جرح وتعدیل "اور ان کی شرعی بنیادوں کا ذکر کیا جائے گا۔

### إمام المتّقين

یہ کلمہ راوی کی عدالت بیان کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اسے امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے امام شعبہ کے بارے میں استعمال کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: "شعبة إمام المتقين "[۱۶] (شعبہ متقی لوگوں کے امام ہیں۔) یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تعبیر ذیل میں ذکر کی گئی قرآنی آیت سے لی ہے: ﴿وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾[۱۷] (اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا۔)

ما مات ابن الشاذكوني حتى انسلخ من العلم انسلاخ الحيّة من قشرها: جرح کی اس

---

۱۵۔ سہیل حسن، مرجعِ سابق، ۴۱۔

۱۶۔ ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی ابن کثیر، **البداية والنهاية**، ت: علی شیری (بیروت: دار إحياء التراث العربي، ۱۴۰۸ھ / ۱۹۸۸ء)، ۱۰: ۱۴۱؛ ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی والخطیب البغدای، **تاريخ بغداد**، ت: بشار عواد معروف (بیروت: دار الغرب الإسلامي، ۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۲ء)، ۱۰: ۳۵۳؛ یوسف بن عبد الرحمن بن یوسف و المزی، ابو الحجاج جمال الدین ابن الزکی ابی محمد القضاعی الکلبی، **تهذيب الكمال في أسماء الرجال**، ت: بشار عواد معروف (بیروت: مؤسسة الرسالة، ۱۴۰۰ھ / ۱۹۸۰ء)، ۱۲: ۴۹۳؛ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز الذہبی، **سير أعلام النبلاء** (قاہرہ: دار الحديث، ۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶ء)، ۷: ۲۱۲۔

۱۷ – القرآن، ۲۵: ۷۴۔

عبارت کو محدثین نے حافظ ابن الشاذکونی[۱۸] کے بارے میں استعمال کیا ہے ۔ عباس العنبری،[۱۹] حافظ ابن الشاذکونی پر اس عبارت کا اطلاق کرتے ہوئے فرماتے ہیں:"ما مات ابن الشاذكوني حتى انسلخ من العلم انسلاخ الحيّة من قشرها" (ابن الشاذکونی جیسے ہی فوت ہوئے تو علم کی دنیا سے ایسے نکل گئے جیسے سانپ اپنی جلد سے مکمل طور پر نکل جاتا ہے۔)[۲۰]

سلخ، حیوان کی جلد کو اتار پھینکنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، يقال:سلخته فانسلخ (کہاجاتا ہے: میں نے جلد کو اتارا تو وہ کھنچتی چلی آئی)۔ ہر وہ چیز جو اپنے چھلکے سے علاحدہ ہو جائے، اس کے لیے "انسلاخ" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اسی لیے عرب کہتے ہیں:"سلخت درعه: نزعتها" (یعنی: میں نے اس کی زرہ کو اتار لیا)،"انسلخ الشهر من سنته"(سال میں سے ایک ماہ گزر گیا)،"الحيّة من قشرها"(سانپ اپنی جلد سے باہر نکل آیا)۔ اسی طرح "مسلاخ" اور "السلخة" سانپ کی اس جلد کو کہاجاتا ہے، جس سے وہ اپنے آپ کو باہر نکال لیتا ہے۔"انسلخ النهار من الليل" کا محاورہ اس وقت استعمال کیا جاتا ہے، جب دن مکمل طور پر غائب ہو جائے اور دنیا میں کسی قسم کی روشنی باقی نہ رہے، کیوں کہ رات، دن کی لپیٹ میں ہوتی ہے، جب دن کی

---

۱۸۔ ابو ایوب سلیمان بن داود المنقری شاذکونی بصری، آپ کی حماد بن زید، جعفر بن سلیمان اور ان کے بعد کے علما و محدثین سے ملاقات ثابت ہے۔ امام بخاری ان کے بارے میں فرماتے ہیں: فیہ نظر اور یحیی بن معین نے ان کی تکذیب کی ہے۔ ۲۳۴ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ (دیکھیے: شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز الذہبی، **ميزان الاعتدال في نقد الرجال** (بیروت–لبنان: دار المعرفة للطباعة والنشر، ۱۹۶۳ء)، ۲: ۲۰۶۔)

۱۹ ۔ عباس بن عبد العظیم بن اسماعیل، ابو الفضل عنبری بصری، انھوں نے یحیی بن سعید القطان اور عبد الرحمان بن مہدی سے حدیث سنی، ابو حاتم رازی، مسلم بن حجاج اور ابو داؤد وغیرہ ان کے تلامذہ میں شامل ہیں۔ ۲۴۶ھ میں وفات ہوئی۔ (ابن ابی یعلی، **طبقات الحنابلة**(بیروت: دار المعرفة، س ن)، ۱: ۲۳۵۔)

۲۰۔ ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی، **تاريخ بغداد**، ت: بشار عواد معروف(بیروت: دار الغرب الإسلامي، ۲۰۰۲ء)، ۱۰: ۵۵؛ الذہبی، **سير أعلام النبلاء**، ۱۰: ۶۸۲؛ابو سعد، عبد الکریم بن محمد بن منصور التمیمی السمعانی، **الأنساب**، ت: عبد الرحمن بن یحیی المعلمی الیمانی وغیرہ (حیدر آباد: مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء)، ۸: ۷۔

روشنی زائل ہوگئی تو رات کا گھٹا ٹوپ اندھیرا نکل کر لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ فرمان باری تعالی ہے: ﴿وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۚ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ﴾ [٢١] (اور رات بھی ان کے لیے ایک نشانی ہے۔ ہم اس میں سے دن کو کھینچ کر نکال لیتے ہیں تو وہ اندھیرے رہ پڑتے ہیں۔)

سانپ اپنی جلد سے سر سے لے کر دُم تک پورا کا پورا باہر نکل آتا ہے، جس کی وجہ سے جلد کے اندر کا پوشیدہ حصہ ظاہر ہو جاتا ہے، بالکل ایسے ہی جیسے ماں کے پیٹ میں موجود بچہ جھلی سے باہر نکل آتا ہے۔ [٢٢]

بلاغت سے بھرپور مندرجہ بالا تشبیہ عباس العنبری نے اپنے ہم وطن "حافظ شاذ کونی بصری" کے لیے استعمال کی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم کی دنیا میں "شاذ کونی" کا کتنا دردناک اور برا انجام ہوا۔ عدمِ ثقاہت کی بنا پر فوت ہوتے ہی ان کا نام علم کی معتبر دنیا سے مکمل طور پر نکل گیا۔ [٢٣] عباس العنبری نے شاید یہ تشبیہ درج ذیل قرآنی آیت سے اخذ کی ہے، جس میں بنی اسرائیل کے بڑے عالم "بلعم باعورا" کا بیان ہے: ﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ﴾ [٢٤] (اور انھیں اس شخص کی خبر بتادو، جسے ہم نے اپنی آیات عنایت کیں، لیکن اس نے ان آیات کو نکال باہر کیا، پھر شیطان نے اسے بہکایا تو وہ راہ سے ہٹے لوگوں میں شامل ہو گیا۔)

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ [٢٥] اس آیت کا معنی بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: "اس ضرب المثل میں موجود حکم ومعنی میں غور کیجیے۔ اس میں خدا تعالی کے قول: "آتیناہ آیاتنا" میں اللہ تعالی ہمیں بتا رہے ہیں کہ (بلعم باعورا) کو خدا ہی نے اپنی نشانیاں عطا کیں اور یہ نشانیاں اللہ تعالی کی عطا کردہ نعمتیں ہیں، لیکن اس نے (خدا کو چھوڑ کر) ان

---

٢١۔ القرآن، ٣٦: ٣٧۔

٢٢۔ ابو عثمان، عمرو بن بحر بن محبوب الكنانی الجاحظ، **الحيوان** (بیروت: دار الكتب العلمية، ١٤٢٤ھ۔)، ٤: ٣٦٩۔

٢٣۔ شہاب الدین محمود بن عبد اللہ الالوسی، **روح المعاني** (بیروت: دار الكتب العلمية، ١٤١٥ھ)، ٥: ١٠٤۔

٢٤۔ القرآن، ٧: ١٧٥۔

٢٥۔ محمد بن ابو بکر بن ایوب بن سعد، آپ نے ابن قیم الجوزیہ کے نام سے شہرت پائی۔ دمشق میں پیدا ہوئے۔ امام ابن تیمیہ کی شاگردی اور مصاحبت اختیار کی۔ دمشق کے قلعے میں اپنے شیخ کے ساتھ قید کیے گئے۔ امام ابن تیمیہ کی وفات کے بعد انھیں رہا کر دیا گیا۔ دمشق ہی میں ان کی وفات ہوئی۔ تالیفات میں تفسیر المعوذتین، تفسیر الفاتحہ، وغیرہ شامل ہیں۔ (دیکھیے: عادل نویہض، **معجم المفسرين** (مؤسسة نويهض الثقافية للتأليف والترجمة والنشر)، ٢: ٥٠٣۔)

نعمتوں کو اپنی طرف منسوب کر دیا، "فانسلخ منها" تو وہ ان نعمتوں میں سے ایسے نکل گیا، جیسے سانپ اپنی جلد سے مکمل طور پر باہر نکل آتا ہے اور ان نشانیوں سے ایسے جدا ہو گیا جیسے جلد گوشت سے جدا ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالی نے یہاں نعمتوں سے جدا کرنے کی نسبت اپنے طرف نہیں کی؛ یعنی یہ نہیں کہا کہ ہم نے اس کو ان نعمتوں سے جدا کر دیا، بلکہ جدائی کی نسبت بلعم باعورا کی طرف کی، کیوں کہ اس کی اپنی خواہشات نفسانی ہی اس جدائی کا سبب بنیں۔"(۲۶)

## ظالم لنفسه

اس عبارت کو حافظ ذہبی نے محمد بن یوسف رازی رحمۃ اللہ علیہ(۲۷) کی جرح کرتے ہوئے استعمال کیا ہے۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان سے ابو بکر بن زیاد النقاش(۲۸) روایت کرتے ہیں، "ظالم لنفسه" (وہ اپنی جان

---

۲۶۔ محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد شمس الدین ابن قیم الجوزیہ، **تفسير القرآن الكريم**، ت: مكتب الدراسات والبحوث العربيه والإسلاميه بإشراف الشيخ إبراهيم رمضان (بيروت: دار ومكتبة الهلال، ۱۴۱۰ھ)، ۲۹۲؛ محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد شمس الدین ابن قیم الجوزیہ، **الأمثال في القرآن**، ت: ابو حذیفہ ابراہیم بن محمد (مصر: مكتبة الصحابة، ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء)، ۲۹؛ السعدی الہاشمی، **شرح ألفاظ التجريح النادرة أو قليلة الاستعمال**، ۱۳۷-۱۳۸، بدون ذكر الطبعة وتاريخ النشر۔

۲۷۔ محمد بن یوسف بن یعقوب رازی، ان پر احادیث گھڑنے کی تہمت ہے۔ قراءات کے ساٹھ (۶۰) بے بنیاد نسخے اپنی طرف سے بنائے۔ بے شمار احادیث گھڑیں۔ ۳۰۰ھ سے قبل بغداد میں وارد ہوئے۔ ابن مجاہد وغیرہ نے ان کے سامنے زانوئے تلمذ اختیار کیا۔ بعد میں جب ان کی کذب بیانی کا علم ہوا تو ان سے سنی ہوئی کسی بات کو بھی آگے نقل نہیں کیا۔ ابو بکر بن زیاد النقاش، محمد بن یوسف سے حدیث کی روایت کرتے ہیں، لیکن ان کا صراحتاً نام نہیں لیتے۔ ان سے روایت بیان کرتے ہوئے محمد بن یوسف کہنے کی بجائے انھیں محمد بن طریف یا محمد بن نہان اور کبھی محمد بن عاصم کے ناموں سے یاد کرتے ہیں، یعنی والد کی بجائے ان کے اجداد کا نام لیتے ہیں۔ محدثین کی اصطلاح میں اپنے شیخ کا نام اس طرح چھپانے کو تدلیس کہا جاتا ہے۔ (دیکھیے: ذہبی، **ميزان الاعتدال**، ۴: ۷۲؛ برہان الدین الحلبی ابو الوفا ابراہیم بن محمد بن خلیل الطرابلسی الشافعی سبط ابن العجمی، **الكشف الحثيث عمن رمي بوضع الحديث**، ت: صبحی السامرائی (بيروت: عالم الكتب، ۱۹۸۷ھ)، ۲۵۳؛ بو الفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد ابن حجر العسقلانی، **لسان الميزان**، ت: عبد الفتاح أبو غدة (دار البشائر الإسلامية، ۲۰۰۲ء)، ۵: ۴۳۶۔)

۲۸ – محمد بن الحسن بن محمد بن زیاد، ابو بکر النقاش بغدادی۔ آپ تفسیر، قراءات اور دیگر علوم میں امامت کے درجے پر فائز

کے ظالم ہیں۔) انھوں نے بہت سی من گھڑت قراءات بنائی ہیں۔[۲۹]

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا اس عبارت سے مقصد یہ بتانا ہے کہ محمد بن یوسف الرازی محدثین کے ہاں مجروح اور قابلِ ترک راوی ہیں۔[۳۰] "ظالم لنفسه" کی یہ تعبیر قرآن پاک میں بھی استعمال ہوئی، اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو تین اقسام میں تقسیم کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "فمنهم ظالمٌ لنفسه ومنهم مقتصدٌ ومنهم سابقٌ بالخيرات بإذن الله"[۳۱] (ان میں سے کچھ اپنی جان کے ظالم ہیں اور کچھ معتدل اور ان میں سے کچھ نیکیوں میں خدا کے حکم سے گوے سبقت لے جانے والے ہیں) "أخاف أن يكون من الذين ضل سعيهم في الحياة الدنيا"

اس عبارت کا شمار جرح کی نادر عبارات میں ہوتا ہے۔ اسے امام عبد الرزاق الصنعانی رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کرنے کے لیے محدثین نے استعمال کیا ہے۔[۳۲] عبد اللہ بن محمد المسندی رحمۃ اللہ علیہ[۳۳] فرماتے ہیں: میں نے امام ابن عیینہ کو

---

تھے۔۲۶۶ھ کی پیدائش ہے۔ آپ کی تصانیف میں: **شفاء الصدور، الإشارة في غريب القرآن، دلائل النبوة، المعجم الأوسط، المعجم الأصغر** وغیرہ شامل ہیں۔ ۳۵۱ھ میں وفات ہوئی۔ (ابن خلکان، **وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان** (بيروت: دار صادر)، ۴: ۲۹۸؛ تاج الدین عبد الوہاب بن تقی الدین السبکی، **طبقات الشافعية الكبرى** (هجر للطباعة والنشر والتوزيع)، ۳: ۱۴۵۔)

۲۹ – شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز الذہبی، **ميزان الاعتدال في نقد الرجال**، ت: علی محمد البجاوی (بيروت: دار المعرفة للطباعة والنشر، ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۳ء)، ۴: ۷۲؛ برہان الدین الحلبی ابو الوفا ابراہیم بن محمد بن خلیل الشافعی وسبط ابن العجمی، **الكشف الحثيث عمن رمي بوضع الحديث**، ابن حجر العسقلانی، **لسان الميزان**، ۵: ۴۳۶۔

۳۰ – السعدی الہاشمی، **شرح ألفاظ التجريح النادرة أو قليلة الاستعمال**، ۲۹۴۔

۳۱ – القرآن، ۳۵: ۳۲۔

۳۲ – ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع الصنعانی، آپ حدیث کے بڑے حافظ اور یمن کے عالم تھے۔ شوال ۲۱۱ھ میں وفات ہوئی۔ (ابن خلکان، **وفيات الأعيان**، ۳: ۲۱۶؛ ذہبی، **سير أعلام النبلاء**، ۹: ۵۸۰۔)

۳۳ – عبد اللہ بن محمد ابو جعفر البخاری المسندی۔ انھیں "مسندی" کہنے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ صرف مسند و متصل احادیث کی تلاش میں رہتے تھے اور منقطع و مرسل احادیث سے کنارہ کش رہتے تھے۔ امام بخاری نے اپنی **صحیح** میں ان سے حدیث کی روایت کی ہے۔ ۲۲۹ھ میں وفات ہوئی۔ (خطیب بغدادی، **تاريخ بغداد**، ۱۱: ۲۵۷۔)

الوداع کرتے ہوئے کہا: کیا میں عبد الرزاق الصنعانی کے پاس بھی جاؤں اور ان سے علم حاصل کروں؟ تو ابن عیینہ کہنے لگے: "أخاف أن يكون من الذين ضلَّ سعيهم في الحياة الدنيا"[۳۴] (مجھے خدشہ ہے کہ یہ ان لوگوں میں شامل ہیں، جن کی جدوجہد دنیوی زندگی میں برباد ہوگئی۔)

امام ابن عیینہ، عبد الرزاق الصنعانی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ ہیں۔ انھوں نے عبد الرزاق الصنعانی رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث کی روایت بھی کی ہے۔ بعض نقاد محدثین نے عبد الرزاق الصنعانی رحمۃ اللہ علیہ پر تشیع کی تہمت دھری تھی، اسی لیے شاید امام ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں مندرجہ بالا بات کہی، واللہ اعلم۔[۳۵]

امام ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام عبد الرزاق الصنعانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جو مندرجہ بالا عبارت استعمال کی ہے، بعینہ یہی عبارت قرآن پاک میں بھی استعمال ہوئی ہے۔ سورۂ کہف میں ارشاد ہے: ﴿الَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا﴾ (جن کی کوشش دنیوی زندگی میں بار آور نہ ہوئی اور ان کا گمان ہے کہ وہ اچھا کر رہے ہیں۔)[۳۶]

## حمالة الحطب

اس کلمے کا شمار جرح کی نادر عبارات میں ہوتا ہے۔ جرح شدید کی یہ عبارت دراصل عربی زبان کی ایک ضرب المثل ہے، جسے "ام جمیل" جو ابولہب کی زوجہ اور سفیان بن حرب کی بہن تھی، کے بارے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا ذکر قرآن مجید میں بھی مذکور ہے۔ قرآن حمید میں ہے: ﴿وَّامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ﴾[۳۷] (اور اس کی بیوی بھی، جو لکڑیاں لاد کر لاتی ہے۔)

اسی طرح ایک شاعر کا کہنا ہے:

---

۳۴ – ابوجعفر محمد بن عمرو العقیلی، **الضعفاء الکبیر**، ت: عبد المعطی امین قلعجی (بیروت: دار المکتبة العلمية، ۱۴۰۴ھ / ۱۹۸۴ء)، ۳: ۱۰۷؛ ابو القاسم علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ ابن عساکر، **تاریخ دمشق**، ت: عمرو بن غرامہ العمروی (دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، ۱۴۱۵ھ / ۱۹۹۵ء)، ۳۶: ۱۹۰؛ الذہبی، **سير أعلام النبلاء**، ۹: ۵۷۱؛ الذہبی، **میزان الاعتدال**، ۶: ۲۱۰۔

۳۵ – السعدی الہاشمی، **شرح ألفاظ التوثيق والتعديل النادرة أو قليلة الاستعمال**، ۵۵۔

۳۶ – القرآن، ۱۸: ۱۰۴۔

۳۷ – القرآن، ۱۱۱: ۴۔

جَمَعْتَ شَتَّى وقد فرّقتَها حملا
لأنت أخسرُ من حمالة الحطب

(تم نے ادھر ادھر سے ڈھونڈ کر گٹھڑی بنائی اور پھر اسے بکھیر دیا۔ یقینا، تم لکڑیاں لاد کر لانے والی سے زیادہ خسارے میں ہو۔)

ابو لہب کی بیوی آں حضور ﷺ کو تکلیف دینے کے لیے جھاڑ اور کانٹے آپ ﷺ کے راستے میں ڈال دیتی تھی۔ حضرت قتادہ، مجاہد[۳۸] اور سدی[۳۹] کہتے ہیں: ابو لہب کی بیوی لوگوں کے درمیان چغلی کر کے عداوت کی آگ بھڑکایا کرتی تھی، جیسا کہ لکڑی کے ذریعے آگ بھڑکائی جاتی ہے۔ عربی زبان میں نمیمۃ (یعنی چغلی) کو "حطب" (لکڑی) سے تعبیر کیا جاتا ہے، اسی طرح جب کسی کے خلاف بھڑکایا جائے تو اس کے لیے عربی زبان میں "فلان یحطب علی فلان" کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ حمالة الحطب کا کلمہ محدثین کے ہاں نہایت شدید جرح کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر، عثمان الدارمی[۴۰] نے امام ابن معین کو کہا: ابن ابی معشر،[۴۱] نضر بن منصور[۴۲] سے

---

۳۸ – مجاہد بن جبر۔ آپ قرآن کے قاری اور مفسر تھے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس کو تیس (۳۰) مرتبہ قرآن مجید سنایا۔ تمام امت کا ان کی امامت و حجیت پر اتفاق ہے۔ ۱۰۴ھ میں وفات ہوئی۔ (ذہبی، **میزان الاعتدال**، ۳:۴۴۰۔)

۳۹ – اسماعیل بن عبد الرحمان بن ابی ذؤیب السدی الاعور۔ اصل تعلق حجاز سے تھا۔ کوفہ میں سکونت اختیار کی۔ ۱۲۷ھ میں وفات پائی۔ ( شہاب الدین ابو عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ الرومی الحموی، **معجم الأدباء**، ت: احسان عباس (بیروت: دار الغرب الإسلامي، ۱۹۹۳ء)، ۲: ۷۲۴۔)

۴۰ – عثمان بن سعید بن خالد بن سعید۔ آپ ایک ضخیم "مسند" کے مصنف ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر تصانیف بھی ہیں۔ ۲۰۰ھ سے کچھ عرصہ قبل ان کی ولادت ہوئی۔ طلب حدیث میں ملکوں کے چکر لگائے۔ علم حدیث اور علل کا علم علی بن المدینی، یحیی بن معین اور احمد بن حنبل سے حاصل کیا اور اپنے زمانے کے علما سے آگے نکل گئے۔ سنت کے عاشق اور مناظرے کے ماہر تھے۔ ۲۸۰ھ میں وفات پائی۔ (ذہبی، **سیر اعلام النبلاء**، ۱۳: ۳۱۹۔)

۴۱ – محمد بن نجیح بن عبد الرحمان سندھی، ابو عبد الملک بن ابی معشر المدنی۔ حدیث میں ثقہ ہیں۔ امام ترمذی کے استاد ہیں۔ ۲۴۷ھ میں وفات پائی۔ (یوسف بن عبد الرحمن بن یوسف ابو الحجاج المزی، **تھذیب الکمال في أسماء الرجال**، ت: بشار عواد معروف (بیروت: مؤسسة الرسالة، ۱۹۸۰ء)، ۲۶: ۵۴۹)۔

۴۲ – نضر بن منصور الکوفی۔ آپ ابو الجنوب اور سہل فزاری سے حدیث کی روایت کرتے ہیں۔ امام نسائی وغیرہ نے ان کو ضعیف کہا

روایت کرتے ہیں، وہ ابوالجنوب [۴۳] سے اور ابوالجنوب، علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں، یہ سب لوگ کون ہیں؟ابن معین نے فرمایا:"هؤلاء حمّالة الحطب"[۴۴] ابن ابی حاتم کہتے ہیں:"حمالة الحطب"سے ان کے کہنے کا یہ مطلب ہے کہ یہ سب ضعیف لوگ ہیں۔[۴۵]

## الله المستعان

یہ کلمۂ جرح ہے۔ اس کا شمار دوسرے یا تیسرے درجے کے کلماتِ جرح میں ہوتا ہے۔محدثین ومورخین جب کسی جھوٹی روایت کو بیان کرتے ہیں یا دجال راوی کا ذکر کرتے ہیں یا کسی ایسے شخص کا ذکر کرتے ہیں جو آں حضور ﷺ سے ملاقات کا یا لمبے عرصے تک زندہ رہنے کا دعوی کرے، تو محدثین ایسی جھوٹی خبر یا کذاب راوی کا ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں:"الله المستعان"اس کلمے کو ذکر کرنے سے ان کا مقصد مذکورہ راوی کی کذب بیانی یا حدیث کے جھوٹ ہونے یا قریب قریب جھوٹ ہونے کے بارے میں لوگوں کو آگاہ کرنا ہوتا ہے۔ ایسی عبارتیں کثرت سے ہمیں کتب رجال جیسے: حافظ ذہبی کی **ميزان الاعتدال**،حافظ ابن حجر کی **لسان الميزان** و **تهذيب التهذيب** وغیرہ میں دیکھنے کو ملتی ہیں۔[۴۶]

---

ہے۔۱۹۰ھ میں وفات پائی۔(شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز الذہبی ، **تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام**،ت:بشار عواد معروف(دار الغرب الإسلامي،۲۰۰۳ء)، ۴: ۹۸۹۔)

۴۳ – عقبہ بن علقمہ الیشکری ابوالجنوب۔حدیث میں ضعیف ہیں اور ان کی احادیث میں ضعف واضح ہے۔**سنن الترمذي** میں ان کی ایک حدیث موجود ہے۔۲۱۰ھ میں وفات پائی۔(المزی،**تهذيب الكمال**،۲۰: ۲۱۵؛ الذہبی،**تاريخ الإسلام**،۵: ۱۲۳۔)

۴۴– العسقلانی، **تهذيب التهذيب**، ۱۰: ۴۴۵۔

۴۵ – ابو محمد عبد الرحمن بن محمد بن ادریس ابن ابی حاتم **الجرح والتعديل** (حیدر آباد الہند:مجلس دائرة المعارف العثمانية / بيروت: دار إحياء التراث العربي، ۱۹۵۲ء) ۸: ۴۷۹؛ عبد الماجد الغوری، **موسوعة علوم الحديث وفنونه**(بیروت:دار ابن کثیر،۲۰۰۷ء)، ۱: ۱۸۰۔

۴۶– ابو الحسنات عبد الحی اللکنوی،**الرفع والتكميل في الجرح والتعديل**، ت: عبد الفتاح ابوغدة (بیروت: مكتب المطبوعات الإسلامية،۱۴۲۱ھ)، ۱۷۳۔

مثال کے طور پر **تہذیب التهذیب**[47] میں مفسرِ قرآن مقاتل بن سلیمان[48] کے بارے میں لکھا ہے: وکیع کہتے ہیں کہ ہم مقاتل کے پاس حدیث کا علم حاصل کرنے آے۔ ہمیں معلوم ہوا کہ یہ تو کذاب ہے، اس لیے ہم نے اس سے کوئی حدیث نہیں لکھی۔ وکیع رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں: "میں نے مقاتل سے حدیث سنی ہے۔ اگر وہ اس قابل ہوتے کہ ہم ان سے حدیث کی روایت کریں تو ہم ان سے ضرور روایت کرتے۔" محمود بن غیلان،[49] وکیع سے نقل کرتے ہیں: "سمعتُ من مقاتل، فالله المستعان"[50] (میں نے مقاتل سے حدیث سنی، ہم بس اللہ ہی سے مدد کے طلب گار ہیں۔)

محدثین کی زبان پر وارد "الله المستعان" کا کلمہ بعینہ اسی سیاق میں قرآن کریم میں بھی استعمال کیا گیا ہے۔ حضرت یعقوب نے اپنے فرزند یوسف کو ان کے دیگر بھائیوں کے ساتھ کھیلنے کے لیے بھیجا تو انھوں نے حضرت یوسف کو کنویں میں ڈال دیا۔ اس کے بعد جھوٹ موٹ آ کے اپنے والد سے کہا کہ اسے بھیڑیا کھا گیا ہے۔ حضرت یعقوب نے ان کی بات سن کر کہا: ﴿وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ﴾[51] (تم جو کہتے ہو، اس بارے میں خدا ہی سے مدد چاہیے۔)

## عصا موسى تلقف ما يأفكون

اس کلمے کا شمار جرح کی نادر عبارات میں ہوتا ہے۔ یہ عبارت دراصل قرآنی آیت سے ماخوذ ہے، جس میں موسی کے عصا اور اس کی بلا انگیزی کا ذکر ہے۔ جاحظ[52] فرماتے ہیں: موسی کے قول: "ولي فيها مآرب

---

۴۷۔ العسقلانی، **تهذيب التهذيب**، ۱۰: ۲۸۲۔

۴۸۔ مقاتل بن سلیمان البلخی ابو الحسن، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تفسیر قرآن میں لوگ مقاتل کے محتاج ہیں۔ حدیث میں ضعیف ہیں۔ عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں: اگر یہ ثقہ ہوتے تو ان کی تفسیرِ قرآن کیا ہی بہترین ہے! ۱۵۰ھ میں وفات ہوئی۔ (ذہبی، **ميزان الاعتدال**، ۴: ۱۷۳۔)

۴۹۔ محمود بن غیلان العدوی۔ حدیث کے امام، حافظ اور حجت تھے۔ سفیان بن عیینہ کے شاگرد ہیں۔ ابوداؤد کے علاوہ باقی تمام اصحاب ستہ نے ان سے حدیث کی روایت کی ہے۔ ماہ رمضان میں ۲۳۹ھ میں وفات ہوئی۔ (ذہبی، **سير أعلام النبلاء**، ۱۲: ۲۲۳۔)

۵۰ – عبد الماجد الغوری، **موسوعة علوم الحديث وفنونه**، ۱: ۳۱۹۔

۵۱ – القرآن ۱۲: ۱۸۔

۵۲ – عمرو بن بحر بن محبوب ابو عثمان الجاحظ۔ حسن کلام اور منفرد تصانیف سے بہرہ ور تھے۔ بصرہ کے رہایشی اور معتزلہ کے

أخری" کے فوائد کا احاطہ کرنے کا کون دعوی کر سکتا ہے؟ اس کے بعد انھوں نے عصا کے بہت سے فوائد ذکر کیے۔[۵۳] یہاں محل استدلال "تلقف مایأفکون" کا کلمہ ہے۔ جو قرآن مجید کی درج ذیل آیت میں مذکور ہے: ﴿فَأَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُوْنَ﴾[۵۴] (پھر موسی نے اپنا عصا پھینکا تو ان جادو گروں نے جو بنایا تھا، سب کچھ نگل گیا۔) یعنی لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر جادو گروں نے جو بھی جادو کیا اور جادوئی سانپوں کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں ڈر اور خوف پیدا کیا، عصائے موسوی ان سب کو نگل گیا۔

محدثین کا راوی کو "عصائے موسی" سے تشبیہ دینے سے محسوس ہوتا ہے کہ اس کلمے سے محدثین کی مراد "جرحِ شدید" ہے۔ یعنی جس راوی کے بارے میں یہ کلمہ استعمال ہو گا اس راوی کی روایت، قابلِ ترک ہو گی اور اسے کسی طور قبول نہیں کیا جائے گا، نہ شواہد ہی میں اور نہ متابعات میں۔ بالکل ایسے ہی جیسے کسی راوی کے بارے میں "حاطب اللیل" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ ان دونوں کلمات کا حکم ایک جیسا ہے؛ کیوں کہ ایسے راوی کا مقصد بغیر کسی نقد و تنقیح کے صرف جمع روایات ہوتا ہے اور خدشہ ہوتا ہے کہ وہ کوئی موضوع (من گھڑت) اور بے بنیاد روایت بیان نہ کر دے۔ بعض دفعہ علم ہونے کے باوجود بھی من گھڑت روایات بیان کرتا چلا جاتا ہے۔ اس عمل سے اس کا مقصد لوگوں کو محض اپنی طرف متوجہ کرنا ہوتا ہے، جو علمی دنیا میں اس کی ہلاکت کا باعث بنتا ہے۔ ایسے راوی کی روایت کسی حالت میں بھی مقبول نہیں، حتی کہ متابعات میں بھی مقبول نہیں۔ صرف لوگوں کو حقیقت حال بتانے کے لیے ایسی روایت بیان کی جاسکتی ہے، تاکہ لوگ دھوکہ کھا کر اسے آپ ﷺ کی حدیث نہ سمجھ لیں۔

عصا موسی تلقف مایأفکون کے کلمے کو حافظ مطیّن[۵۵] نے محمد بن عثمان بن ابی شیبہ[۵۶] کی

---

بڑے شیوخ میں شامل تھے۔ ابو اسحاق النظام کے شاگرد تھے۔ بغداد میں کچھ عرصہ قیام کیا۔ ابو بکر بن ابی داؤد نے ان سے حدیث کی روایت کی ہے۔ وفات ۲۵۵ھ میں ہوئی۔ (خطیب بغدادی، **تاریخ بغداد**، ۱۴: ۱۲۴، ذہبی، **تاریخ الإسلام**، ۶: ۱۳۲۔)

۵۳۔ ابو منصور، عبد الملک، بن محمد بن اسماعیل الثعالبی، **ثمار القلوب في المضاف والمنسوب** (قاہرہ: دار المعارف، س ن)، ۵۰۔

۵۴۔ القرآن، ۲۶: ۴۵۔

۵۵۔ ابو جعفر محمد بن عبد اللہ الحضرمی۔ آپ کوفہ کے محدث اور حافظ حدیث تھے۔ امام طبرانی کے استاذ اور "مسند" اور "تاریخ" جیسی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ربیع الثانی، ۲۹۷ھ میں وفات پائی۔ (ذہبی، **سیر أعلام النبلاء**، ۱۴: ۴۲۔)

۵۶۔ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ ابو جعفر العبسی۔ حافظ حدیث تھے۔ خطیب بغدادی فرماتے ہیں: آپ ایک ضخیم تاریخ کے مصنف

جرح کے لیے استعمال کیا ہے۔ یہ دونوں مشہور ائمہ ہیں۔ حافظ مطیّن نے ایک جگہ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ کے جھوٹے ہونے کی باقاعدہ تصریح کی ہے؛[۵۷] لیکن محدثین کی اکثریت اس بات کی قائل ہے کہ معاصر کی جرح معاصر کے بارے میں مقبول نہیں۔ اسی وجہ سے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ بالا جرح کو رد کر دیا ہے اور اسے قبول نہیں کیا۔ اسی طرح محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے بھی حافظ مطین پر جرح کی ہے، وہ بھی معاصرت کی بنا پر مقبول نہیں۔

البتہ یہاں یہ بات کہنا بھی ممکن ہے کہ قرآن مجید میں عصاے موسی کا ذکر ذم وقدح کے بجائے مدح وتعریف کے لیے آیا ہے، کیوں کہ اللہ تعالی نے اس عصا کے ذریعے باطل کو سرنگوں کیا۔ اس لیے بہتر ہے کہ اس کلمے کو راوی کی جرح کرنے کے بجائے، عدالت کو بیان کرنے کے لیے استعمال کیا جائے۔ اس بنا پر ایسا راوی جس کے بارے میں یہ کلمہ استعمال کیا جائے، اس کا شمار کبار محدثین میں ہو گا، کیوں کہ ایک بڑے اور عظیم محدث ہی کی یہ شان ہے کہ وہ عصاے موسی کی مانند ہر جھوٹے، گنہ گار، من گھڑت، باطل اور منکرات بیان کرنے والوں کی تاک میں رہتا ہے اور اپنے علم کی یہ دولت حق وصواب کو سامنے لاتا اور صحیح وضعیف روایات میں فرق بیان کرتا ہے، لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کلمے کو محدثین نے "تعدیل" کے بجائے "جرح" کے لیے استعمال کیا ہے اور اس کا یہی استعمال متبادر الی الذہن بھی ہے۔[۵۸]

## لم يكن من القريتين عظيم

یہ عبارت ابو سلمہ التبوذکی[۵۹] نے عبد اللہ بن المثنی[۶۰] کا ضعف بیان کرنے کے لیے استعمال کی ہے۔

---

اور علم وفہم کے مالک تھے۔ اسی (۸۰) سال سے زیادہ عمر پائی اور ۲۹۷ھ میں وفات ہوئی۔ (ذہبی، **میزان الاعتدال**، ۳: ۶۴۲۔)

۵۷ – الذہبی، **سیر أعلام النبلاء**، ۱۴: ۲۲۔۲۲:

۵۸– مصطفی بن اسماعیل ابو الحسن، **شفاء العليل بألفاظ وقواعد الجرح والتعديل** (قاہرہ: مكتبة ابن تيمية، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء)، ۲۵۶؛ عبد الماجد الغوری، **موسوعة علوم الحديث وفنونه**، ۳: ۴۷۵۔

۵۹– ابو سلمہ موسی بن اسماعیل التبوذکی، حافظ، امام، حجت اور اپنے وقت کے شیخ الاسلام تھے۔ ابو جعفر کے زمانۂ خلافت کے اوائل کی پیدائش ہے۔ علم کے سمندر تھے۔ بصرہ میں ۲۲۳ھ میں وفات پائی۔ (ذہبی، **سير أعلام النبلاء**، ۱۰: ۳۶۰۔)

۶۰ – عبد اللہ بن المثنی بن عبد اللہ بن انس بن مالک الانصاری۔ اپنے چچا ثمامہ بن عبد اللہ، ثابت البنانی اور عبد اللہ بن دینار سے حدیث سنی۔ آپ کے تلامذہ میں آپ کے بیٹے محمد بن عبد اللہ الانصاری، عبد الصمد بن عبد الوارث اور مسلم شامل ہیں۔ (مزی، **تهذيب الكمال في أسماء الرجال**، ۱۶:۲۵؛ ابو نصر الکلاباذی، **رجال صحيح البخاري**، ۱۰: ۴۲۹۔)

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ہم سے ابو طلیق [۶۱] نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ نے اور ابو سلمہ سے عبد اللہ بن المثنی نے بیان کیا، (ولم یکن من القریتین عظیم) البتہ، عبد اللہ بن المثنی عظیم آدمی نہیں تھے۔)[۶۲]

غالب گمان یہی ہے کہ یہ تعبیر ابو سلمہ نے درج ذیل قرآنی آیت سے اخذ کی ہے: "وقالوا لو لا نُزّل هذا القرآن على رجلٍ من القريتين عظيمٌ" (اور یہ کہنے لگ گئے کہ یہ کلام دونوں وادیوں، مکہ و مدینہ، کے کسی عظیم انسان پر کیوں نہیں اترا؟)[۶۳]

قرآن کی اس تعبیر کو استعمال کر کے ابو سلمہ التبوذکی کا مقصد روایتِ حدیث میں عبد اللہ بن المثنی کے ضعف اور کم زوری کو بیان کرنا ہے۔ ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام ابو داؤد السجستانی بھی اس عبارت سے ضعفِ راوی ہی مراد لے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے عبد اللہ بن المثنی کی روایات سے کنارہ کشی اختیار کی، جس کی وجہ صرف اور صرف عبد اللہ کا روایتِ حدیث میں ضعف ہے۔ ابو عبید الآجری [۶۴] کہتے ہیں: میں نے ابو داؤد سے عبد اللہ بن المثنی الانصاری کے بارے میں پوچھا؟ انھوں نے کہا: میں اس کی روایت بیان نہیں کرتا۔[۶۵]

## لم أر أعمى قلبا منه

جرح کی یہ عبارت حافظ ابو اسماعیل محمد بن اسماعیل بن یوسف الترمذی [۶۶] نے ابراہیم بن یحیی

---

۶۱۔ ان کے حالات مقالہ نگار کو نہیں مل سکے؛ لیکن ابن ابی الدنیا اپنی کتاب **التواضع و الخمول**، ۱۹۵ میں ایک حدیث کی سند بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کان رجلا صالحا (یعنی ابو طلیق نیک آدمی تھے۔)

۶۲۔ ابو داود سلیمان بن الاشعث السجستانی، **سؤالات أبي عبيد الآجري أباداود السجستاني في الجرح والتعديل**، ت: محمد علی قاسم العمری (مدینہ منورہ: عمادة البحث العلمي بالجامعة الإسلامية، ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء)، ۲۹۹۔

۶۳۔ القرآن، ۴۳: ۳۱۔

۶۴۔ ابو عبید محمد بن علی بن عثمان الآجری البصری۔ ابو داؤد السجستانی کے خاص شاگرد تھے۔ تیسری صدی ہجری کے علما میں ان کا شمار ہے۔ ظاہراً یہ لگتا ہے کہ چوتھی صدی ہجری کے اوائل میں بھی زندہ تھے۔ حدیث کے پختہ حفاظ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ (مقدمہ تحقیق، **سؤالات أبي عبيد الآجري**، ۳۸ – ۴۳)

۶۵۔ ابو داود السجستانی، نفسِ مصدر، ۲۳۲؛ عبد الماجد الغوری، **موسوعة علوم الحديث وفنونه**، ۳: ۷۳۔

۶۶۔ محمد بن اسماعیل بن یوسف ابو اسماعیل السلمی الترمذی۔ صاحب فہم اور علم میں پختہ تھے۔ بغداد میں سکونت اختیار کی اور وہیں

الشجری[٦٧] کے بارے میں استعمال کی ہے۔ حافظ ذہبی، محمد بن اسماعیل سے نقل کرتے ہیں: "لم أر أعمى قلبا منه" (یعنی: میں نے اس سے زیادہ بے بصیرت آدمی نہیں دیکھا۔) میں نے اس سے کہا: آپ سے آپ کے والد نے بیان کیا! اس نے بھی کہا: آپ سے آپ کے والد نے بیان کیا۔ میں نے کہا: آپ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، اس نے بھی کہا: آپ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا۔)[٦٨] یعنی: جو میں اسے تلقین کرتا گیا، وہ بھی بعینہ وہی بات دہراتا رہا۔ محمد بن اسماعیل کی یہ عبارت درج ذیل قرآنی آیت سے ماخوذ ہے: "فإنها لا تعمى الأبصار ولكن تعمى القلوب التي في الصدور" (حقیقت یہ ہے کہ ان کی آنکھیں اندھی نہیں، بل کہ ان کے سینوں میں پڑے دل اندھے ہیں۔)[٦٩]

محمد بن اسماعیل نے "لم أر أعمى قلبا منه" کہنے کے بعد اس کیا سبب بھی بیان کیا کہ میں نے ابراہیم الشجری پر "بے بصیرت" ہونے کا الزام کیوں لگایا۔ وہ ان کا بغیر سوچے سمجھے جواب دینا ہے۔[٧٠]

## فصلِ سوم: الفاظِ جرح وتعدیل کا تکرار، معنی ومفہوم اور اس کی قرآنی بنیادیں

محدثین بعض اوقات کسی راوی کا درجہ متعین کرنے کے لیے الفاظِ جرح یا تعدیل کا کئی بار استعمال کرتے ہیں۔ اس تکرار سے ان کا کیا مقصد ہوتا ہے اور اس کا کیا معنی ومفہوم ہے؟ زیرِ نظر فصل میں ان امور سے بحث کی جائے گی۔

---

حدیث پڑھائی۔ امام ترمذی اور امام نسائی ان کے شاگرد ہیں۔ رمضان ۲۸۰ھ میں وفات ہوئی۔ (خطیب بغدادی، **تاریخ بغداد**، ۲: ۳٦۸، ذہبی، **سیر أعلام النبلاء**، ۱۳: ۲۴۳)

٦٧- ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن عباد بن ہانی الشجری۔ ثقہ ہیں، مدینہ کے باسی ہیں۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں ان سے روایت کی ہے۔ (ابو عبد اللہ علاء الدین مغلطای بن قلیج بن عبد اللہ الحنفی، **إكمال تهذيب الكمال**، ت: ابو عبد الرحمن عادل بن محمد - ابو محمد اسامہ بن ابراہیم (الفاروق الحديثة للطباعة والنشر، ۲۰۰۱ء)، ۱: ۳۰۸)

٦٨- الذہبی، **ميزان الاعتدال في نقد الرجال**، ۱: ۷۴؛ ابن حجر العسقلانی، **تهذيب التهذيب**، ۱: ۱۷٦؛ المزی، **تهذيب الكمال**، ۲: ۲۳۱۔

٦٩- القرآن، ۲۲: ۴٦۔

٧٠- السعدی الہاشمی، **شرح ألفاظ التجريح النادرة أو قليلة الاستعمال**، ۷۳۔

## تکرارِ الفاظ کا مطلب

تکرار کا مطلب ہے کسی لفظ یا عبارت کو ایک سے زیادہ بار دہرانا، جیسا کہ کسی راوی کے بارے میں محدثین کہتے ہیں: ثقة ثقة.

## تکرار کا فائدہ

کسی راوی کا درجہ متعین کرنے کے لیے جرح یا عدالت کے کلمات کے تکرار کا عمومی فائدہ تاکید کا حصول ہے؛ (۷۱) کیوں کہ ایک دفعہ کسی لفظ کے استعمال سے بیان میں وہ تاکید و قوت پیدا نہیں ہوتی، جو دو یا اس سے زیادہ مرتبہ الفاظ کے استعمال سے حاصل ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں بھی بعض آیات کو تاکیدی شان پیدا کرنے کے لیے دو دفعہ دہرایا گیا ہے، جیسا کہ ارشاد باری ہے: ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ﴾ (۷۲) سورت فاتحہ کی اس آیت کو ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ (۷۳) کے بعد لایا گیا ہے۔ علی بن عیسی (۷۴) فرماتے ہیں: یہاں "الرحمن الرحیم" کے الفاظ تاکید کی غرض سے دوبار لائے گیے ہیں۔ (۷۵)

سورت نبأ میں ارشاد ہے: ﴿كَلَّا سَیَعْلَمُوْنَ ۙ ثُمَّ كَلَّا سَیَعْلَمُوْنَ﴾ (۷۶) یہاں بھی تاکید کی غرض سے ایک ہی کلمے کو دوبارلے کر آئے ہیں۔ (۷۷) اسی طرح سورت تکاثر میں ارشادِ خداوندی ہے: ﴿كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ

---

۷۱ – احمد معبد عبد الکریم، **ألفاظ وعبارات الجرح والتعديل بين الإفراد والتكرير والتركيب**، (مكتبة أضواء السلف، ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء)، ۲۹ – ۳۰۔

۷۲ – القرآن، ۳ – ۴۔

۷۳ – القرآن، ۱: ۱۔

۷۴ – علی بن عیسی الرمانی، معتزلی رافضی۔ صاحب علم و معرفت تھے۔ فقہ، قراءات، نحو، لغت، کلام جیسے کئی علوم میں ماہر تھے۔ علم کلام معتزلہ کے منہاج و اسلوب کے مطابق جانتے تھے۔ جمادی الاولی، ۳۸۴ھ میں ۸۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔ (ابن حجر، **لسان الميزان**، ۵: ۵۷۰۔)

۷۵ – محمود بن حمزۃ الکرمانی، **أسرار التكرار في القرآن الكريم**، ت: عبد القادر احمد عطا، (دار الفضيلة، س ن)، ۲۵۔

۷۶ – القرآن، ۱۰۲: ۴ – ۵۔

۷۷ – الکرمانی، مصدرِ سابق، ۲۴۵۔

﴿ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ﴾ (۷۸) ان آیات میں بھی حصول تاکید کی غرض سے الفاظ کو دو مرتبہ دہرایا گیا ہے۔

کبھی کبھار راوی کی قدر و منزلت اور رفعت شان کو بیان کے کرنے کے لیے اسی کے نام کو دو مرتبہ دہرایا جاتا ہے۔ ابن معین، امام ابو حنیفہ کی ثقاہت بتاتے ہوئے فرماتے ہیں: "ثقةٌ ماسمعتُ أحدا ضعّفه، هذا شعبة بن الحجاج، يكتب إليه أن يحدّث ويأمرُه، وشعبةُ شعبة." (امام صاحب ثقہ ہیں۔ میں نے کسی کو ان کا ضعف بیان کرتے ہوئے نہیں سنا۔ شعبہ بن حجاج خط بھیج کر اور ان سے درخواست کر کے حدیث بیان کرنے کا کہتے تھے اور شعبہ تو پھر شعبہ ہیں) یعنی ان کی تو کیا ہی شان ہے!

سورت واقعہ میں بھی اسی اسلوب و پیرائے میں جنتی لوگوں کی رفعت شان اور عظمت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، خداوند جل وعلا کا ارشاد ہے: ﴿وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۙ أُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۚ﴾ (۷۹) (سبقت پا جانے والوں کا کیا ہی کہنا، وہ تو سبقت ہی حاصل کرنے والے ہیں۔ وہی لوگ خدا کے قریب ہیں۔)

اس آیت میں "السابقون" کے لفظ کو جنتی لوگوں کی تعظیم، عزت و قدر دانی اور تکریم کے پیش نظر دو مرتبہ لایا گیا ہے۔ اسی طرح سورت انفطار میں ارشاد ہے: ﴿وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۙ ثُمَّ مَآ أَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ﴾ (۸۰) (تم کیا جانو کہ بدلے کا دن کیسا ہو گا؟ پھر تم کیا جانو کہ بدلے کا دن کیسا ہو گا؟) یہاں بھی ایک ہی جملے کو یومِ آخرت کی عظمت سے باخبر کرنے کے لیے دو مرتبہ استعمال کیا گیا ہے۔ بعض دفعہ راوی کے نام کو دوبار دہرایا تو جاتا ہے، لیکن اس کی عظمتِ شان بیان کرنے کے لیے نہیں، بل کہ اس کے ضعف اور روایتِ حدیث میں اس کی کم زور حالت کی طرف اشارہ کرنے کے لیے دہرایا جاتا ہے۔ ایوب السختیانی، (۸۱) ابو زبیر، جو مکہ کے رہائشی تھے، (۸۲)

---

۷۸ – القرآن، ۱۰۲: ۳ – ۴۔

۷۹ – القرآن، ۵۶: ۱۰ – ۱۱۔

۸۰ – القرآن، ۸۲: ۱۶ – ۱۷۔

۸۱ – ایوب بن ابی تمیمہ۔ ۶۸ھ میں پیدائش ہے۔ تبع تابعین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ اہل بصرہ کے سردار، عبادت گزار اور فقیہ تھے۔ علم، فضل، عبادت، سنت میں پختگی اور اہل بدعت کو پچھاڑنے میں مشہور تھے۔ جمعہ کے دن، ماہ رمضان، ۱۳۱ھ میں تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ (ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد التمیمی البستی، **مشاهير علماء الأمصار وأعلام فقهاء الأقطار**، ت: مرزوق علی ابراہیم (المنصورہ: دار الوفاء للطباعة والنشر والتوزيع، ۱۹۹۱ء)، ۲۳۷۔)

۸۲ – محمد بن مسلم بن تدرس القرشی، المکی۔ حکیم بن حزام کے غلام تھے۔ روایت حدیث میں تدلیس سے کام لیتے تھے۔ (دیکھیے:

کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے:"حدثنا أبو الزبير، وأبو الزبير أبو الزبير" (ہم سے ابوزبیر نے بیان کیا اور "ابوزبیر تو ابوزبیر ہیں"۔)

عبد اللہ نے اپنے والد ابن حنبل سے پوچھا: کیا نام دو مرتبہ دہرانے سے ان کا مقصد ابوزبیر کے ضعف کو بیان کرنا ہے؟ امام نے فرمایا: جی ہاں۔ (۸۳)

قرآن مجید میں بھی جہنمی لوگوں کی کم زور حالت اور ضعف کو بیان کرنے کے لیے اسی اسلوب کو اختیار کیا گیا ہے۔ سورت واقعہ میں ارشاد ہے: ﴿وَاَصۡحٰبُ الۡمَشۡـَٔمَةِ ۙ۬ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡمَشۡـَٔمَةِ﴾ (۸۴) (بائیں ہاتھ سے (نامہ اعمال) حاصل کرنے والے۔ بائیں ہاتھ والے سزا میں مبتلا ہیں۔)

کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"مندرجہ بالا جملے کو دو مرتبہ دہرانے کا مقصد اعمال میں ان حضرات کی کم زوری، دین کے بارے میں ان کی سوءِ عقیدت اور دنیا میں برے اعمال کی بہ دولت آخرت میں خداوندی نعمتوں سے ان کی محرومی کو بیان کرنا ہے۔ (۸۵)

## نتیجۂ بحث

مندرجہ بالا بحث سے معلوم ہوا کہ ائمہ و نقاد محدّثین، رُوات کی جرح یا تعدیل کرتے ہوئے مختلف اقسام کی تعبیرات والفاظ قرآن مجید سے اخذ کرتے ہیں۔ بعض مرتبہ بعینہ قرآنی آیات کو استعمال کرتے ہیں، جب کہ بعض اوقات چند الفاظ یا صرف مفہوم مستعار لے کر طبع زاد تعبیرات کا رواتِ حدیث پر اطلاق کرتے ہیں۔

---

الذہبی، **سیر اعلام النبلاء**، ۵: ۳۸۰۔)

۸۳ – ابو عبد اللہ احمد بن حنبل، **العلل ومعرفة الرجال**، ت: وصی اللہ بن محمد عباس (ریاض: دار الخاني، ۱۴۲۲ھ)، ۱: ۴۲۔

۸۴ – القرآن، ۵۶: ۹۔

۸۵– الکرمانی، مصدرِ سابق، ۲۳۱۔

# List of Sources in Roman Script


- Abu Ghuda, Abdul Fattah, Lamahat min Tarikh al-Sunnah wal Ulum al-Hadith, Maktab al-Matbu'at al-Islamiyyah, Aleppo, First Edition: 1414 H - 1984 AD.
- Ibn Manzur, Muhammad ibn Mukram ibn Ali, Abu al-Fadl, Jamal al-Din Ibn Manzur al-Afriqi, Lisan al-Arab, Dar Sadir - Beirut, Third Edition - 1414 H.
- Al-Farabi, Abu Nasr Ismail ibn Hammad al-Jawhari, Taj al-Lugha wa-Sahah al-Arabiyya, Editted by: Ahmed Abdul Ghafour Attar, Dar al-Ilm lil-Malayin - Beirut, Fourth Edition 1407 H - 1987 AD,
- Ibn Faris, Mujmal al-Lugha: Ahmed ibn Faris ibn Zakariya al-Qazwini al-Razi, Abu al-Husayn, Editted by: Zuhair Abdul Mohsen Sultan, Muassasat al-Risalah - Beirut, Second Edition - 1406 H - 1986 AD.
- Murtada, Al-Zubaydi, Muhammad ibn Muhammad ibn Abdul Razzaq al-Husayni, Abu al-Fadl, Taj al-Arus min Jawahir al-Qamus, Editted by: group of Scholars, Dar al-Huda.
- Abdul Aziz bin Muhammad bin Ibrahim Al-Abdullatif, Dhuwat al-Jarh wal-Ta'dil, Maktabat Al-Obekan.
- Ibn al-Athir, Majd al-Din Abu al-Sa'adat al-Mubarak bin Muhammad bin Muhammad bin Muhammad ibn Abdul Karim al-Shaybani al-Jazari, Jame' al-Usul fi Ahadith al-Rasul, Maktabat al-Halwani - Matba'at al-Malih - Maktabat Dar al-Bayan, first edition.
- Al-Ghouri, Abdul Majid, Al-Maysar fi 'Ilm al-Jarh wal-Ta'dil, Dar Ibn Kathir, First Edition: 2007-1428 H.
- Nur al-Din Iter, Asul al-Jarh wal-Ta'dil wa 'Ilm al-Rijal, Dar al-Yamama, Damascus, Second Edition: 1427 H - 2007 AD.
- Suhail Hasan, 'Ilm Jarh wal Ta'dil, Idara Tahqiqat Islami, International Islamic University Islamabad, First Edition: 2014.
- Ibn Kathir, Abu al-Fida Ismail bin Umar bin Kathir al-Qurashi al-Basri, then al-Dimashqi, Al-Bidaya wal-Nihaya,

Editted by: Ali Shiri, Dar Ihya al-Turath al-Arabi, First Edition: 1408 H - 1988 AD.

- Al-Khatib al-Baghdadi, Abu Bakr Ahmad bin Ali bin Thabit bin Ahmad bin Mahdi, Tarikh Baghdad, Editted by: Bashar Awwad Ma'ruf, Dar al-Gharb al-Islami, Beirut, First Edition: 1422 H - 2002 AD.
- Al-Mizzi, Yusuf bin Abdul Rahman bin Yusuf, Abu al-Hajjaj, Jamal al-Din Ibn al-Zaki Abu Muhammad al-Quda'i al-Kalbi, Tahthib al-Kamal fi Asma' al-Rijal, Editted by: Bashar Awwad Ma'ruf, Muassasat al-Risalah, Beirut, First Edition: 1400 H - 1980 AD.
- Al-Dhahabi, Shams al-Din Abu Abdullah Muhammad bin Ahmad bin Uthman bin Qaymaz, Siyar A'lam al-Nubala, Dar al-Hadith, Cairo, 1427 H - 2006 AD.
- Al-Sam'ani, Abu Sa'ad, Abdul Karim bin Muhammad bin Mansur al-Tamimi, Al-Ansab, Editted by: Abdul Rahman bin Yahya Al-Mu'allimi Al-Yamani and others, Majlis Da'irat al-Ma'arif al-Othmaniyyah, Hyderabad, First Edition: 1382 H - 1962 AD.
- Al-Jahiz, Abu Uthman, Amr bin Bahr bin Mahbub al-Kanani, Al-Hayawan, Dar al-Kutub al-Ilmiyya, Beirut, Second Edition: 1424 H.
- Ibn Qayyim al-Jawziyya, Muhammad bin Abi Bakr bin Ayyub bin Sa'd Shams al-Din, Tafsir al-Quran al-Karim, Editted by: Maktab al-Dirasat wal-Buhuth al-Arabiyya wal-Islamiyya under the supervision of Sheikh Ibrahim Ramadan, Dar wa Maktabat al-Hilal, Beirut, First Edition: 1410 H.
- Ibn Qayyim al-Jawziyya, Muhammad bin Abi Bakr bin Ayyub bin Sa'd Shams al-Din, Al-Amthal fi al-Quran, Editted by: Abu Hudhayfa Ibrahim bin Muhammad, Maktabat al-Sahaba, Egypt, First Edition: 1406 H - 1986 AD.
- Al-Saadi Al-Hashimi, Sharh Alfaz al-Tajreeh al-Nadira aw Qaleelat al-Isti'mal, without mentioning the edition and publication date.
- Al-Dhahabi, Shams al-Din Abu Abdullah Muhammad bin Ahmad bin Uthman bin Qaymaz, Mizan al-I'tidal fi Naqd al-

Rijal, Editted by: Ali Muhammad al-Bajawi, Dar al-Ma'arif li al-Tiba'ah wal-Nashr, Beirut, First Edition: 1382 H - 1963 AD.

- Sibt ibn al-Ajami, Burhan al-Din al-Halabi Abu al-Wafa Ibrahim bin Muhammad bin Khalil al-Shafi'i, Al-Kashf al-Hathith 'Amman Rumiya bi Wad' al-Hadith, Editted by: Sabhi al-Samarra'i, Alam al-Kitab, Maktabat al-Nahda al-Arabiyya, Beirut, First Edition: 1407 H - 1987 AD.
- Al-Asqalani, Ibn Hajar, Abu al-Fadl Ahmed bin Ali bin Muhammad bin Ahmed, Lisan al-Mizan, Editted by: Abdul Fattah Abu Ghudda, Dar al-Bashair al-Islamiyya, First Edition: 2002 AD.
- Al-'Uqayli, Abu Ja'far Muhammad bin 'Amr, Al-Du'afa al-Kabir, Editted by: Abdul Ma'ti Amin Qalaji, Dar al-Maktaba al-Ilmiyya, Beirut, First Edition: 1404 H - 1984 AD.
- Ibn 'Asakir, Abu al-Qasim Ali bin al-Hasan bin Hiba Allah, Tarikh Dimashq, Editted by: Amr bin Ghamama al-Amrawi, Dar al-Fikr li al-Tiba'ah wal-Nashr wal-Tawzi', First Edition: 1415 H - 1995 AD.
- Al-Laknawi, Abu al-Hasanat, Abdul Hayy, Al-Raf' wal-Takmil fi al-Jarh wal-Ta'dil, Editted by: Abdul Fattah Abu Ghudda, Maktab al-Matbuat al-Islamiyya, Beirut, Sixth Edition: 1421 H.
- Al-Tha'labi, Abu Mansur, Abdul Malik, bin Muhammad bin Isma'il, Thimar al-Qulub fi al-Mudaaf wal-Mansub, Dar al-Ma'arif, Cairo), without mentioning the edition and publication date.
- Abu al-Hasan, Mustafa bin Isma'il, Shifa' al-'Aleel bi Alfaz wa Qawaid al-Jarh wal-Ta'dil, Maktabat Ibn Taymiyyah, Cairo, First Edition: 1411 H - 1991 AD.
- Al-Sijistani, Abu Dawood, Sulaiman bin al-Ash'ath, Su'alat Abi 'Ubayd al-Ajri Aba dawood al-Sijistani fi al-Jarh wal-Ta'dil, Editted by: Muhammad Ali Qasim al-Umari, Imarat al-Buhuth al-Ilmiyya bi al-Jami'ah al-Islamiyya, Al-Madinah Al-Munawwarah, Kingdom of Saudi Arabia, First Edition: 1403 H - 1983 AD.

- Ahmad Maabed Abdul Karim, Alfaz wa Abarat al-Jarh wal-Ta'dil bayn al-Ifrad wal-Takrir wal-Tarkib, Maktabat Adwa al-Salaf, First Edition: 1425 H - 2004 AD.
- Abu Abdullah, Ahmad bin Hanbal, Al-'Ilal wa Ma'rifat al-Rijal, Editted by: Wasi  Allah bin Muhammad Abbas, Dar al-Khani, Riyadh, Second Edition: 1422 H.